۹

خطوط

رشید حسن خاں

پیش درس

مکتوب نگاری ادب کی ایک اہم صنف ہے۔ ادیبوں، شاعروں اور اہم شخصیات کے خطوط اپنی ادبی خوبیوں اور تاریخی حیثیت کے لیے مشہور ہیں۔ ترسیل و ابلاغ کے جدید ذرائع کی مقبولیت کے سبب ان دنوں خطوط نگاری کا رواج ختم ہوتا جارہا ہے تاہم اب تک یہ سماجی روابط کا ایک اہم ذریعہ تھا اور کسی حد تک آج بھی ہے۔

اُردو ادب میں مرزا غالبؔ، مولانا ابوالکلام آزادؔ، علامہ اقبالؔ، مہدی افادی، پطرس بخاری، فیض احمد فیضؔ وغیرہ کے خطوط اپنی ادبی خوبیوں کے سبب مشہور ہیں۔ ان خطوط میں بے تکلف انداز اور اظہارِ خیال کے منفرد پیرایے موجود ہیں۔ ہمیں ان خطوط سے ان فنکاروں کے متعلق اہم معلومات اور ان کے خیالات سے واقفیت حاصل ہوتی ہے۔ ادبی تاریخ کے مرتب کرنے میں بھی یہ خطوط معاون ثابت ہوتے ہیں۔ ان خطوط سے ہم لطفِ زبان اور اظہار و بیان کے نئے پیرایوں سے بھی روشناس ہوتے ہیں۔

جان پہچان

رشید حسن خاں کی پیدائش ۲۵؍دسمبر ۱۹۲۵ء کو شاہ جہاں پور (یوپی) میں ہوئی۔ انھوں نے تحقیق کے مروّجہ اصولوں کی توضیح کی اور اس میں قابل قدر اضافے کیے۔ علمی تحقیق کے ضمن میں حوالوں اور استناد کی اہمیت پر زور دیتے ہوئے انھوں نے حوالوں سے متعلق اصول وضوابط پیش کیے اور ان کے معیاری ہونے کی شرائط بیان کیں۔ انھوں نے قدیم کتابوں کے متن میں غلطیوں کی نشاندہی کی اور تدوین کے آداب کی پابندی پر زور دیا۔

رشید حسن خاں نے صحتِ متن پر خصوصی توجہ دی اور کئی قدیم کتابوں جیسے 'گلزارِ نسیم'، باغ وبہار، فسانۂ عجائب، مثنویاتِ شوق' وغیرہ کو نئے اصولوں کے تحت ترتیب دے کر شائع کروایا۔ انھوں نے قواعد، تلفظ، املا اور لغات پر بھی خصوصی توجہ کی اور ان موضوعات پر تحقیقی کتابیں لکھیں۔ ان کی زبان سادہ اور دلکش ہے۔ 'اُردو املا' اور 'زبان وقواعد' ان کی مشہور کتابیں ہیں۔ ۲۶؍فروری ۲۰۰۶ کو شاہ جہاں پور میں ان کا انتقال ہوا۔

(ا) بہ نام صدر اسلامیہ ہائر سیکنڈری اسکول، شاہ جہاں پور

۲۹؍اکتوبر ۱۹۶۴ء

جنابِ مکرم!

مینیجنگ کمیٹی نے میری رخصتِ بلاتنخواہ، ۳۱؍اکتوبر ۶۴ء تک کی منظور کی تھی۔ ساتھ ہی اس سے بھی مطلع کیا تھا کہ اب اس میں توسیع ممکن نہیں۔ یہ مدت قریب الختم ہے، میں نے آپ سے زبانی عرض کیا تھا کہ جس وقت بھی میرے گریڈ کے متعلق فیصلہ ہوا؛ میں اسکول کی ملازمت سے استعفا پیش کردوں گا۔ یونیورسٹی نے اب سے چند ماہ پہلے میرے لیے ایک مناسب گریڈ منظور کرلیا تھا جس کی باضابطہ اطلاع مجھے اب ملی ہے اس لیے اصولاً اب مجھے مستعفی ہوجانا چاہیے۔

براہِ کرم یکم نومبر ۶۴ء سے میرا استعفا منظور فرمایا جائے۔ اِس کے ساتھ ساتھ اِس کی بھی اجازت دی جائے کہ میں اپنے پراویڈینٹ فنڈ کی رقم بھی حاصل کرسکوں۔

جنابِ صدر! میں نے اسلامیہ اسکول سے اپنی ادبی زندگی کا آغاز کیا بلکہ صحیح معنی میں اسی ماحول میں میرے شعور کی آنکھیں کھلیں۔ اچھے ماحول کے اثر سے، اچھے ساتھیوں کی ہمت افزائی سے اور اسکول کی چھوٹی سی لائبریری کے فیض سے، مطالعے کا شوق اور بڑھا۔ لائبریری کی اچھی کتابوں نے مجھے تنقید و تحقیق کی طرف متوجہ کیا اور آٹھ برس کی نسبتاً طویل مدت اس کی نشوونما کے لیے بے حد سازگار ثابت ہوئی۔ لائبریری کی کتابوں نے، میرے بیشتر رفیقانِ کار کی ہمت افزائی نے اور اربابِ اختیار کی خاموش سرپرستی نے مجھے اِس قابل بنایا کہ میں اعلیٰ تحقیقی کاموں میں حصہ لینے کا اہل سمجھا جاؤں۔

میں نے جس وقت اسلامیہ اسکول میں ملازمت کے لیے درخواست دی تھی، اُس وقت میرے پاس کسی یونیورسٹی، کسی کالج یا کسی اسکول کی کوئی ڈگری نہیں تھی؛ اس کے باوجود آپ نے از راہِ التفاتِ خاص مجھے منتخب فرمایا تھا۔ آج جب کہ میں ہندوستان کی ایک اعلیٰ ترین یونیورسٹی میں کام کر رہا ہوں، آج بھی کسی ایسی سند سے تہی دست ہوں۔ یہ اہمیت اسی اسکول کی بخشی ہوئی ہے اور اس روایت کے مؤسّس آپ ہیں۔

جس وقت دہلی یونیورسٹی کی موجودہ ملازمت کے سلسلے میں مَیں نے آپ سے رجوع کیا، آپ نے نہایت توجہ سے میری بات سنی، خلوص ہمدردی کے ساتھ مشورے دیے اور میرے مستقبل کی فلاح کے لیے وہ ساری آسانیاں فراہم کیں جن کے بغیر، میں نہ موجودہ ملازمت کو قبول کرنے کی جرأت کر سکتا تھا، نہ اتنے طویل عرصے تک اس سے متعلق رہ سکتا تھا۔ ان کرم ہائے بے پایاں کا شکریہ ادا کرنا زبان و قلم کے بس کی بات نہیں۔

میں اپنا فرض سمجھتا ہوں کہ مینیجنگ کمیٹی کے معزّز ممبروں کا بہ طورِ خاص شکریہ ادا کروں جنھوں نے بے مثال وسیع القلبی کے ساتھ اس قدر طویل مدت کی رخصت کو منظور فرمایا۔ اس مرحلۂ دشوار کا طے ہونا بہ ظاہر آسان نہ تھا۔

میں اپنے پرنسپل صاحب کا بھی شکرگزار ہوں۔ موصوف سے میں نے بہت کچھ سیکھا ہے۔ غالبؔ کی نظم کی طرح اُن کی تہ دار گفتگو، حالیؔ کی نثر کی طرح سادہ تحریر اور ان سب سے زیادہ اُن کے طرزِ زندگی نے مجھے متاثر کیا جو آرائش و زیبائش سے اُسی قدر معرّا ہے، جس قدر ہمارا اسکول پیڑ پودوں سے، پھولوں سے اور سبزے سے تہی داماں ہے۔ شروع میں مجھ سے بر بِنائے ناتجربہ کاری اور کبھی بر بِنائے شوریدہ سری (جو نوجوانی کا لازمہ ہے) بارہا غلطیاں ہوئیں اور موصوف نے ہر بار خوئے درگزر سے کام لیا۔ میں نے اسکول کے بعض معاملات و مسائل میں موصوف سے اختلاف بھی کیا اور عملی طور پر، لیکن انھوں نے کبھی تو اُسے قابلِ اعتنا نہیں سمجھا اور کبھی اپنے اختیاراتِ خصوصی کو اس طرح بروئے کار لائے کہ میں خود اپنے مسلّمات کو، مفروضات بلکہ موہومات سمجھنے پر مجبور ہو گیا۔ اس طرح عملی زندگی کے راستے کے نشیب و فراز نے مجھے آگاہی بخشی۔ میں اِن امور کا ہمیشہ معترف رہوں گا اور اُن کا منّت پذیر۔

جنابِ صدر! میں اسکول سے محض ضابطے کے لحاظ سے ترکِ تعلق کر رہا ہوں، ذہنی و جذباتی تعلق ہمیشہ قائم رہے گا۔ اوّلین درس گاہ کو بھولتا بھی کون ہے؟ اُس کی نیم شکستہ دیواریں، اُس کے کھپریل پوش درجے (جو دھوپ اور پانی کو نیچے منتقل کرنے میں کبھی بخل نہیں کرتے) اُس کا پیڑ پودوں سے معرّا احاطہ، اُس کا پُرشکوہ ہال، اُس کی لائبریری کا گردآلود کمرہ (جہاں میں نے بہت کچھ سیکھا سمجھا ہے) اُس کے غریب طلبہ اور محنتی اساتذہ، یہ سارے نقوش ذہن کی کتاب میں ہمیشہ مرتسم اور تابناک رہیں گے۔ میں ہمیشہ تہ دل سے اسکول کا بہی خواہ رہوں گا، ہمہ وقت میری خدمات اُس کے لیے حاضر رہیں گی اور کوشش کرتا رہوں گا کہ اپنی نارسائی کے

باوجود اسکول کے فیض کا حق ادا کرتا رہوں۔ دست بہ دعا ہوں کہ خدائے قدوس مجھے اِس کی توفیق بخشے اور آپ کے پُرخلوص مشوروں سے مستفیض ہونے کی سعادت حاصل رہے۔

نیاز مند

رشید حسن خاں

پرشین ٹیچر اسلامیہ ہائر سکنڈری اسکول، شاہ جہاں پور

معانی و اشارات

از راہِ التفات	-	برائے مہربانی
تہی دست	-	خالی ہاتھ، محروم
مؤسّس	-	بانی، بنیاد ڈالنے والا
معرّا	-	خالی، سادہ
شوریدہ سری	-	دیوانگی، جنون، پاگل پن
خوئے درگزر	-	معاف کرنے کی عادت
اعتنا	-	پروا، توجہ
مسلّمات	-	مسلّمہ کی جمع، تسلیم شدہ، مانا ہوا
موہومات	-	موہومہ کی جمع، شبہات، واہمے
منّت پذیر	-	احسان ماننے والا

مشقی سرگرمیاں

✻ خاکے پر مبنی سرگرمیاں

★ رواں خاکہ مکمل کیجیے۔

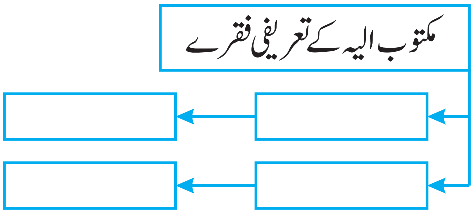

✻ ہدایات کے مطابق درج ذیل قواعدی سرگرمیاں مکمل کیجیے۔

۱۔ رشید حسن خاں نے اسکول سے جو استفادہ کیا ہے، اسے تحریر کیجیے۔

۲۔ رشید حسن خاں کے ساتھ پرنسپل صاحب کا حسن سلوک بیان کیجیے۔

۳۔ رشید حسن خاں نے اسکول کا جو نقشہ کھینچا ہے، اسے لکھیے۔

۴۔ اس خط کے حوالے سے رشید حسن خاں کی شخصیت پر روشنی ڈالیے۔

✻ اسباب بیان کیجیے۔

رشید حسن خاں کا مستعفی ہونا۔

✻ درج ذیل جملے کی استحسانی وضاحت کیجیے۔

انھوں نے کبھی تو اُسے قابلِ اعتنا نہیں سمجھا اور کبھی اپنے اختیاراتِ خصوصی اس طرح بروئے کار لائے کہ میں خود اپنے مسلّمات کو مفروضات بلکہ موہومات سمجھنے پر مجبور ہو گیا۔

✻ ذیل میں دیے ہوئے موضوعات پر ذاتی رائے تحریر کیجیے۔

۱۔ رشید حسن خاں صاحب کا صدر اسلامیہ اسکول کو خط لکھنا۔

۲۔ رشید حسن خاں صاحب کا اوّلین درس گاہ کو نہ بھولنا۔

سرگرمی/ منصوبہ :

مختلف ادبا و شعرا نے اپنے دوست و احباب اور عزیز و اقارب کو غیر رسمی خطوط لکھے ہیں انھیں تلاش کر کے پڑھیے۔

(۲) بہ نام ڈاکٹر خلیق انجم

جان پہچان

ڈاکٹر خلیق انجم ۱۹۳۵ء میں دہلی میں پیدا ہوئے۔ ان کا اصل نام خلیق احمد خان تھا۔ انھوں نے علی گڑھ مسلم یونیورسٹی سے گریجویشن کیا اور ایم.اے. (اُردو) کا امتحان دہلی یونیورسٹی سے پاس کیا۔ خلیق انجم نے مرزا مظہر جانِ جاناں کی شخصیت اور فن پر پی ایچ. ڈی. کی ڈگری حاصل کی۔ انھوں نے انجمن ترقیِ اُردو (ہند) کی اَڑتیس سال تک خدمت کی۔ ایک طویل عرصے تک وہ انجمن کے معتمد کے عہدے پر فائز تھے۔ ان کی تقریباً اسّی تصانیف ہیں جن میں 'غالبؔ کے خطوط، متنی تنقید، غالب کا سفرِ کلکتہ اور ادبی معرکہ' وغیرہ قابلِ ذکر ہیں۔ ۱۸/ اکتوبر ۲۰۱۶ء کو دہلی میں ان کا انتقال ہوا۔

ٹی سی.۹، گائر ہال

دہلی یونیورسٹی، دہلی ۱۱۰۰۰۷

۲۳/ دسمبر ۱۹۸۹ء

خلیق صاحب مکرم!

کتابیں مل گئیں۔ گرد پوش دیکھ کر آنکھیں روشن ہوگئیں۔ اس کا خاص کر شکریہ۔ ویسے بھی اس کتاب کی طباعت میں جس قدر دلچسپی آپ نے لی ہے، اُس کا شکریہ کیا ادا کروں، وہ دل پر نقش ہے۔ مگر میرے بھائی! کاغذ دیکھ کر دل بُجھ گیا۔ آپ نے کئی بار کہا تھا کہ یہ کتاب عمدہ تر کاغذ پر چھپے گی مگر چھپی کمتر پر۔ آپ اس سے اتفاق کریں گے کہ بالفرض اگر یہ کتاب آپ کی ہوتی تو اس کاغذ پر تو ہرگز نہیں چھپ سکتی تھی۔ اور اگر چھپتی تو اسے دیکھ کر آپ کا ردِعمل کیا ہوتا؟ بس وہی میرا ہے۔ اِدھر انجمن نے دو کتابیں چھاپی ہیں، اتفاق سے وہ اس وقت میرے سامنے ہیں مثلاً 'دیوانِ شاکر ناجیؔ'، اس میں زمین آسمان کا نہیں، اندھیرے اُجالے کا فرق ہے۔ بہت جی دُکھا اور آدھی مسرّت چھپنے کی ختم ہوگئی۔ پھر یہ کہہ کے دل کو سمجھا لیا کہ کوئی دوسرا شخص تو شاید اس طرح بھی اس کتاب کو نہ چھاپتا۔ ظاہر ہے کہ اس کے بعد حرفِ شکایت کا محل ہی نہیں رہتا۔

مزید ستم ظریفی یہ ہوئی کہ کتاب پر سنۂ اشاعت ۱۹۹۰ء ہے۔ اب اگلے سال اس کا نمبر آ سکے گا مگر یہ ضمنی اور غیر اہم بات ہے۔ اصل بات کاغذ کی ہے اور خلیق صاحب! مجھے اس کا دُکھ ہے۔ آپ کی محبت کا اور آپ کے مخلصانہ طرزِ عمل کا معترف ہوں اور قدر شناس اسی لیے یہ شکایت بھی پیدا ہوئی ہے، ورنہ ایک لفظ نہ کہا جاتا۔ بہرحال، کتاب چھپ گئی، اس کے لیے بہ دل ممنون ہوں۔

مخلص

رشید حسن خاں

پس نوشت: اور میرے بھائی! جِلد تو اس قدر گھٹیا بندھی ہے کہ دو بار کتاب اُٹھانے میں نکل جائے گی۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ توجہ قطعی طور پر نہیں ہو پائی اور آخر میں تصویر جو آپ نے بنوائی تھی، وہ بھی موجود نہیں۔

صاحب! آپ اس سے تو اتفاق کریں گے کہ یہ کتاب اس قدر بے نیازی کا ہدف بننے کے تو لائق تھی نہیں۔ اب سوائے اظہار تاسّف کے یہ آپ کا نیاز مند کر بھی کیا سکتا ہے، لہٰذا صبر کرتا ہوں لیکن بہت دُکھ کے ساتھ۔

معانی و اشارات

گرد پوش	کپڑے یا کاغذ کا غلاف جو کتاب کو میلا ہونے سے بچاتا ہے، کتاب کی جلد
دل بجھ جانا	غمگین ہونا، افسردہ ہونا
ستم ظریفی	مذاق مذاق میں ظلم کرنا
قدر شناس	عزت کرنے والا
اظہارِ تاسف	افسوس کا اظہار
پس نوشت	وہ عبارت جو خط لکھنے والا اپنے دستخط کے بعد لکھتا ہے۔

مشقی سرگرمیاں

✻ خاکے پر مبنی سرگرمیاں

★ کتاب کی اشاعت سے متعلق الفاظ سے شبکی خاکہ مکمل کیجیے۔

	کتاب کی اشاعت	

✻ ہدایات کے مطابق درج ذیل سرگرمیاں مکمل کیجیے۔

۱۔ رشید حسن خاں نے کتاب کی جو خستہ حالی بیان کی ہے، اُسے لکھیے۔

۲۔ مکتوب نگار نے مکتوب الیہ پر جو طنز کیا ہے، اُسے بیان کیجیے۔

۳۔ مکتوب نگار نے مکتوب الیہ کی جن باتوں کا اعتراف کیا ہے، انھیں تفصیل سے لکھیے۔

۴۔ مکتوب نگار نے مکتوب الیہ اور اپنے درمیان جس یکسانیت کا ذکر کیا ہے، اُسے تحریر کیجیے۔

✻ اسباب بیان کیجیے۔

★ کاغذ دیکھ کر دل بجھ گیا۔

✻ درج ذیل جملوں کی استحسانی وضاحت کیجیے۔

۱۔ اِس میں زمین آسمان کا نہیں، اندھیرے اُجالے کا فرق ہے۔

۲۔ صبر کرتا ہوں لیکن دکھ کے ساتھ۔

✻ ذیل میں دیے ہوئے موضوع پر ذاتی رائے تحریر کیجیے۔

رشید حسن خاں صاحب کا خلیق انجم سے شکایت کرنا۔

سرگرمی/منصوبہ :

مختلف ادبا و شعرا نے اپنے دوست و احباب اور عزیز و اقارب کو توصیفی خطوط لکھے ہیں، انھیں تلاش کر کے پڑھیے۔

جملوی تحویل/تقلیب

ذیل کے جملوں کو پڑھ کر ان کے معنی پر غور کیجیے:

- شام کے گلابی سنہرے رنگ افق پر پھیل گئے تھے۔
- شام ہوگئی تھی۔
- وہ شام کتنی خوب صورت تھی!

ان تین جملوں میں دراصل ایک ہی بات کہی گئی ہے۔ پہلے جملے میں شام ہونے کے واقعے کو اس کے رنگوں کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔ آپ جانتے ہیں کہ جس جملے میں ایسا پرتکلف اظہار کیا جائے، اسے انشائیہ جملہ کہتے ہیں۔

دوسرا جملہ شام ہونے کی خبر دے رہا ہے، اسے خبریہ جملہ کہتے ہیں اور تیسرے جملے میں شام کی خوب صورتی پر اپنے تاثر کا اظہار کیا گیا ہے۔ ایسے جملے کو فجائیہ جملہ کہتے ہیں۔ یہاں بات یا واقعہ ایک ہے (شام ہونا) مگر اسے تین طرح سے کہا گیا ہے اور تینوں جملوں کے معنی 'ایک جیسے' سمجھ میں آرہے ہیں۔ اس سے ثابت ہے کہ ہم ایک ہی خیال کو معنی بدلے بغیر مختلف طرح سے ادا کر سکتے ہیں۔

اب ان جملوں کو پڑھ کر ان کے معنی پر غور کیجیے:

- ابھی کچھ رات باقی تھی۔
- ابھی دن نہیں نکلا تھا۔
- میں آپ کی ہر بات ماننے کو تیار ہوں۔
- مجھے آپ کی کسی بات سے انکار نہیں ہے۔

پہلے اور تیسرے جملے سے مثبت خیال ظاہر ہو رہا ہے۔ ایسے جملوں کو مثبت جملے کہتے ہیں۔ دوسرے اور چوتھے جملے میں لفظ 'نہیں' آیا ہے جس کی وجہ سے یہ جملے منفی جملے کہلاتے ہیں۔ لیکن انھیں پڑھنے سے معلوم ہو رہا ہے کہ پہلے اور دوسرے دونوں جملوں میں بات ایک ہی کہی گئی ہے۔ مختلف لفظوں میں ادا کیے گئے دو یا زیادہ جملے جب معنی اور مفہوم میں ایک ہوں تو ان کی تبدیلی کو 'تحویل' یا 'تقلیب' کہتے ہیں۔ اس اُصول کے تحت کسی بھی جملے کو معنی بدلے بغیر دوسرے جملے میں تبدیل کیا جاسکتا ہے۔ یہ عمل 'جملے کی تحویل' یا 'جملے کی تقلیب' کہلاتا ہے۔

مشقی سرگرمیاں

* ہدایات کے مطابق ذیل کے جملوں کی قسمیں بتا کر ان کی تحویل/تقلیب اس طرح کیجیے کہ مفہوم میں فرق نہ آئے۔

۱۔ بادشاہ نے وہاں کے، اعانت کرنے کا وعدہ کیا ہے۔ (جملہ اس طرح تبدیل کیجیے کہ اس میں 'بادشاہ کا وعدہ' شامل ہو جائے)

۲۔ بعد لمحے کے شاہزادے پر بے ہوشی طاری ہوئی۔ (منفی جملے میں تحویل کیجیے)

۳۔ روتے پیٹتے، خاک اُڑاتے خدمتِ امیر میں آئے۔ (بیانیہ جملے میں تبدیل کیجیے)

۴۔ شہزادے کو کسی انسان نے نہیں شہید کیا ہے۔ (مثبت جملے میں تقلیب کیجیے)

۵۔ واللہ! وہ بھی کیا زمانے تھے۔ (خبریہ جملے میں تبدیل کیجیے)
۶۔ وہ ایسی شال پا کر بہت خوش ہوگئی۔ (فجائیہ جملے میں تبدیل کیجیے)
۷۔ وہ کیوں ان میں شمار کیا جائے؟ (منفی جملے میں تبدیل کیجیے)

استفہامیہ اقراری اور استفہامیہ انکاری جملے

ذیل کے سوالیہ جملوں کو پڑھ کر ان کے معنی پر غور کیجیے:

- کیا ہمیں بزرگوں کی خدمت نہیں کرنی چاہیے؟
- کیا برا وقت گزر نہیں جاتا؟
- 'جیسی کرنی ویسی بھرنی' کیا یہ بات تم نہیں جانتے؟

اوپر کے تینوں سوالیہ جملے منفی سوالیہ جملے ہیں لیکن آپ جانتے ہیں کہ ان کے جواب ہمیشہ مثبت ہوتے ہیں۔ ایسے سوالیہ جملوں کو 'استفہامیہ اقراری' کہا جاتا ہے یعنی وہ سوال جس کا جواب اقرار/ اثبات میں ہو۔ پہلے سوال کا جواب ہوگا: خدمت کرنی چاہیے، دوسرے کا جواب ہوگا: گزر جاتا ہے۔ تیسرے کا جواب ہوگا: جانتا ہوں۔

اب اِن سوالیہ جملوں کو پڑھ کر ان کے معنی پر غور کیجیے:

- کیا محتاجوں کے ساتھ ایسا ہی سلوک کرنا چاہیے؟
- کیا دن رات ہمیشہ برابر ہوتے ہیں؟
- تم سمجھتے ہو کہ میں مجبور ہوں؟

تینوں سوال مثبت ہیں مگر ان کے جواب ہمیشہ منفی ہوتے ہیں۔ ایسے سوالیہ جملوں کو 'استفہامیہ انکاری' کہا جاتا ہے یعنی وہ سوال جس کا جواب منفی/ انکاری ہو۔ پہلے سوال کا جواب: ایسا سلوک نہیں کرنا چاہیے۔ دوسرے سوال کا جواب: برابر نہیں ہوتے اور تیسرے سوال کا جواب: میں مجبور نہیں ہوں۔

مشقی سرگرمیاں

٭ ذیل کے جملوں کے استفہام کو اقرار یا انکار میں تبدیل کیجیے۔

۱۔ کیا حمیدہ اسے اپنی توہین نہ سمجھے گی؟
۲۔ اس اندھیرے میں پتھر کہاں ملتا؟
۳۔ برا نہیں لگتا تمھیں ایسی بدشگونی کی بات زبان سے نکالتے؟
۴۔ وہ کیوں ان میں شمار کیا جائے؟

جملوں کا صرفی تجزیہ

ابتدائی جماعتوں سے آپ پڑھتے آ رہے ہیں کہ کلام کے اجزا کیا ہیں۔ ان کے ناموں اور مثالوں سے بھی آپ بخوبی واقف ہیں: اسم، ضمیر، صفت، فعل، متعلق فعل، حروفِ جار، حروفِ عطف اور حروفِ فجائیہ۔ ان میں آپ اسم کے مزید لوازم سے بھی واقفیت رکھتے ہیں جیسے تعداد (واحد، جمع) اور جنس (مذکر، مؤنث) وغیرہ۔ ان میں سے ہر ایک کو کلام کا جز کہتے ہیں اور ہر جملے میں ان میں سے دو چار یا کم و بیش اجزا ضرور استعمال کیے جاتے ہیں۔ جملوں میں آنے والے ان اجزا کو ان کے ناموں سے شناخت کرنا ہی 'صرفی تجزیہ' کہلاتا ہے کیونکہ کلام کے سارے اجزا معنوی یا بے معنی صورتوں میں 'صرفیے' بھی کہلاتے ہیں۔ مثال کے طور پر اِس جملے: ''میری شال کیا ہوئی؟'' کا صرفی تجزیہ پیش ہے:

میری : ضمیرِ تملیکی (ضمیر کی مختلف قسمیں آپ پڑھ چکے ہیں)

شال : اسمِ عام، مؤنث، واحد

کیا : ضمیرِ استفہام (سوالیہ)

ہوئی : فعل، ماضی مطلق، ہونا سے ہوئی، مؤنث، واحد

اِس مثال کا تجزیہ ذرا تفصیل کا حامل ہے جو یوں مختصر بھی ہوسکتا ہے۔

میری : ضمیرِ تملیکی

شال : اسمِ عام

کیا : ضمیرِ استفہام

ہوئی : فعل (ماضی مطلق)

بہتر یہ ہے کہ ہر صرفی تجزیہ تفصیل وار ہو۔

مشقی سرگرمیاں

* ذیل کے جملوں کا صرفی تجزیہ کیجیے۔

۱۔ نم ہوا کے دوش پر ایک دل دوز کراہ سنائی دی۔

۲۔ ''ارے، یہ کیسے؟''

۳۔ فرد سماج کی بنیادی اور مرکزی اکائی ہوتا ہے۔

۴۔ ہم لوگ ایک دوسرے کی تخلیقات سے محبت کرتے ہیں۔

جملوں کا نحوی تجزیہ

۱۔ مفرد جملہ :

یہ سن کر	ہماری خوشی کی انتہا نہ رہی
مبتدا	خبر

۲۔ مرکب جملہ :

ہمیں یقین ہوگیا	کہ	ضرور کوئی غلط فہمی ہوئی ہے
مفرد جملہ (۱)	حرفِ عطف	مفرد جملہ (۲)
ہمیں (مبتدا) یقین ہوگیا (خبر)		ضرور کوئی (مبتدا) غلط فہمی ہوئی ہے (خبر)

۳۔ مخلوط جملہ:

گورا	وہی حرکتیں کرتا تھا	جو	لفٹینی کے منافی تھیں
مبتدا	اصل فقرہ	ضمیرِ موصولہ	تابع فقرہ
	خبر (۱)		خبر (۲)

ابتدائی جماعتوں میں آپ پڑھ چکے ہیں کہ عام طور پر جملے کے دو حصے ہوتے ہیں (۱) مبتدا (۲) خبر۔ دو مفرد جملوں کو اگر حروفِ عطف سے جوڑا گیا ہے تو ایسے جملے مرکب جملے کہلاتے ہیں۔ اسی طرح اگر جملے میں ضمیر موصولہ (جو/ جس/ جن) ہو اور اس سے پہلے یا بعد جملے کا حصہ معنی میں ادھورا ہو تو ایسے جملے مخلوط جملے کہلاتے ہیں۔

اوپر کی مثالوں کو غور سے دیکھیں اور پڑھیں تو مفرد، مرکب اور مخلوط جملوں کی ساخت (بناوٹ) سمجھ میں آ سکتی ہے۔ ہر قسم کے جملے کی ساخت کو نحوی ساخت کہتے ہیں۔ نحوی ساخت کے اجزا کو الگ کرنے کا عمل 'نحوی تجزیہ' کہلاتا ہے۔ (جیسا کہ اوپر کی مثالوں میں جملوں کا تجزیہ کیا گیا ہے)

مشقی سرگرمیاں

* قسمیں بتا کر ذیل کے جملوں کا نحوی تجزیہ کیجیے۔

۱۔ اس کے بعد ڈرل شروع ہوئی اور خوب تیزی اور تندی سے حکم ملنے لگے۔

۲۔ پہننے کو وہ چیز دی جا رہی ہے جو گینڈوں کے پاؤں کے لیے زیادہ موزوں ہے۔

۳۔ کان پر کھجلی محسوس ہوتی ہے۔

طور

ذیل کے جملے پڑھیے:

- مَیں یہ کتاب پڑھ چکا ہوں۔
- اس نے میری بات کاٹ دی۔
- ہمارے فوجیوں نے دشمنوں کے چھکے چھڑا دیے۔

ان جملوں سے ظاہر ہے کہ ان کے فعل کا اثر کسی نہ کسی مفعول پر ضرور پڑ رہا ہے۔ پہلے جملے میں 'مَیں' فاعل ہے، 'کتاب' مفعول ہے اور 'پڑھ چکا ہوں' فعل ہے یعنی مَیں (فاعل) کے پڑھنے (فعل) کا اثر کتاب (مفعول) پر پڑتا ہے۔ دوسرے جملے میں اس نے (دراصل وہ فاعل ہے، 'میری بات' مفعول اور 'کاٹ دی' فعل ہے۔ اس (فاعل) کے کاٹنے (فعل) کا اثر میری بات (مفعول) پر پڑتا ہے۔ اسی طرح تیسرے جملے میں 'ہمارے فوجی' (فاعل)، 'دشمن' (مفعول) اور 'چھکے چھڑا دیے' (فعل) ہے۔ یہاں فوجیوں (فاعل) کے چھکے چھڑانے (فعل) کا اثر دشمنوں (مفعول) پر پڑتا ہے۔

اس تجزیے سے واضح ہے کہ کسی جملے میں فاعل کے فعل کا اثر مفعول پر پڑتا ہے۔ جملے میں ایسے عمل کے طور کو 'طورِ معروف' کہتے ہیں یعنی جس کا فاعل معروف (جانا پہچانا) ہے۔

اب ذیل کے جملے پڑھ کر ان کے فاعل، مفعول اور فعل پر غور کیجیے:

- رسّی کاٹ دی گئی۔
- پھول گلدانوں میں سجائے گئے۔
- وقت رہتے ٹکٹ بھی خرید لیے گئے۔

پہلے جملے میں 'رسّی' مفعول اور 'کاٹ دی گئی' فعل ہے۔ دوسرے جملے میں 'پھول' مفعول اور 'سجا دیے گئے' فعل ہے اور تیسرے جملے میں 'ٹکٹ' مفعول اور 'خرید لیے گئے' فعل ہے۔

تینوں جملوں میں فاعل کون ہے، معلوم نہیں لیکن جملوں کا مفہوم بتاتا ہے کہ ہر جملے میں کوئی نہ کوئی فاعل ضرور ہے جس کا ذکر جملے میں نہیں کیا گیا ہے یعنی رسّی کاٹنے والا، پھول سجانے والا اور ٹکٹ خریدنے والا۔ جملے میں ایسے عمل کے طور کو 'طورِ مجہول' کہتے ہیں یعنی جس کا فاعل مجہول (نامعلوم) ہے۔

جملے کے طور کی ایک تیسری قسم بھی ہے۔ یہ جملے پڑھیے:

- ہوا چلی۔
- دن نکلا۔
- گھوڑے دوڑ پڑے۔

پہلے جملے میں 'ہوا' فاعل اور 'چلی' فعل ہے۔ دوسرے جملے میں 'دن' فاعل اور 'نکلا' فعل ہے۔ تیسرے جملے میں 'گھوڑے' فاعل اور 'دوڑ پڑے' فعل ہے۔ ان سب جملوں میں مفعول نہیں پایا جاتا۔ یہاں کہہ سکتے ہیں کہ فاعل کے فعل کا اثر خود فاعل پر پڑ رہا ہے۔ جملے میں ایسے عمل کے طور کو 'طورِ معدولہ' کہتے ہیں یعنی جس کا مفعول غیر موجود ہے۔

مشقی سرگرمیاں

* ذیل کے جملوں کے طور تبدیل کیجیے اور ان کے نام لکھیے۔

۱۔ میری ساری زندگی خنجروں کی چمک اور خون کی بارش میں بسر ہوئی ہے۔
۲۔ سہراب رستم کو زمین پر گرا دیتا ہے۔
۳۔ مل گئی مجھ کو جو قسمت میں سزا لکھی تھی۔

لفظ سازی

ہماری زبان کی ایک اہم خصوصیت یہ ہے کہ وہ دیگر زبانوں کے الفاظ کو بڑی آسانی سے قبول کرلیتی ہے۔ اُردو میں عربی، فارسی اور انگریزی زبانوں کے بہت سے الفاظ رواج پا گئے ہیں۔لفظوں کے استعمال کی ضرورت کے پیشِ نظر مذکورہ زبانوں کے الفاظ اُردو میں ایک دوسرے سے جوڑ کر بھی استعمال کیے جاتے ہیں۔ اس طرح کی لفظ سازی سے زبان کے ذخیرۂ الفاظ میں خوب اضافہ ہوا ہے جس کی چند مثالیں ذیل میں دی جارہی ہیں۔

ہندی + ہندی : ان لفظوں کو پڑھ کر ان کی بناوٹ پر غور کیجیے :

آپ بیتی، آگ بگولا، ٹڈی دَل، باگ ڈور، بن مانس، جل ترنگ، جنم دن، چاند گہن، چڑیا گھر، دیا سلائی، بیل گاڑی وغیرہ۔

یہ لفظی مرکبات ہندی کے دو اسموں کو ملا کر بنائے گئے ہیں۔

فارسی + فارسی : ان لفظوں کو پڑھ کر ان کی بناوٹ پر غور کیجیے :

زبان دراز، پاک دامن، آتش فشاں، زبردست، دل آزار، نیک بخت، شکر پارہ، سینہ زور، بیش بہا وغیرہ۔

یہ لفظی مرکبات فارسی کے دو لفظوں کو ملا کر بنائے گئے ہیں۔

عربی + عربی : ان لفظوں کو پڑھ کر ان کی بناوٹ پر غور کیجیے :

بقر عید، جامع مسجد، حاضر جواب، عالی شان، صدر مقام، صاحب کمال، خیر مقدم، تکیہ کلام، وعدہ خلاف وغیرہ۔

یہ لفظی مرکبات عربی کے دو لفظوں کو ملا کر بنائے گئے ہیں۔

ہندی + فارسی : ان لفظوں کو پڑھ کر ان کی بناوٹ پر غور کیجیے :

نیک چلن، گلاب جامن، گھوڑے سوار، تار گھر، چور دروازہ، گھر داماد، منہ زور وغیرہ۔

یہ لفظی مرکبات ایک ہندی اور ایک فارسی لفظ کو ملا کر بنائے گئے ہیں۔

عربی + ہندی : ان لفظوں کو پڑھ کر ان کی بناوٹ پر غور کیجیے :

امام باڑہ، عجائب گھر، کفن چور، موتی محل، عیدملن وغیرہ۔

یہ لفظی مرکبات عربی اور ہندی لفظوں کو ملا کر بنائے گئے ہیں۔

فارسی + عربی : ان لفظوں کو پڑھ کر ان کی بناوٹ پر غور کیجیے :

آتش مزاج، حرام مغز، سفرخرچ، دستخط، شیش محل، گاؤ تکیہ، نازک خیال، عالی خاندان، تیز مزاج وغیرہ۔

یہ لفظی مرکبات فارسی اور عربی لفظوں کو ملا کر بنائے گئے ہیں۔

انگریزی + ہندی : ان لفظوں کو پڑھ کر ان کی بناوٹ پر غور کیجیے :

ریل گاڑی، جیل خانہ، ٹکٹ گھر، نمبردار، فلم اداکار، کورٹ کچہری، نوٹ بندی وغیرہ۔

یہ لفظی مرکبات انگریزی اور ہندی لفظوں کو ملا کر بنائے گئے ہیں۔

ذیل کے لفظوں کو پڑھ کر ان پر غور کیجیے:

میٹھا سے مٹھائی | کالا سے کالک | موٹا سے موٹاپن/ مُٹاپا | چار سے چوتھائی | زندہ سے زندگی

ان مثالوں میں پہلے الفاظ صفت ہیں۔ انھی صفات میں کچھ تبدیلی سے جو لفظ بنے ہیں، وہ اسم ہوگئے ہیں یعنی 'میٹھا' صفت ہے اور اس سے بننے والا لفظ 'مٹھائی' اسم ہے۔

اب ان مثالوں کو دیکھیے:

آنا سے آہٹ | سینا سے سلائی | سجانا سے سجاوٹ | کھیلنا سے کھیل | پھسلنا سے پھسلن | آزمانا سے آزمائش

ان مثالوں میں پہلے الفاظ فعل کے مصدر ہیں۔ انھی مصدروں میں کچھ تبدیلی سے جو لفظ بنے ہیں، وہ اسم ہوگئے ہیں یعنی 'آنا' فعل ہے اور اس سے بننے والا لفظ 'آہٹ' اسم ہے۔

آپ لفظ سازی کے باب میں دو قسم کے مرکبات سے واقف ہیں:

۱۔ دو بامعنی لفظوں سے بننے والے نئے الفاظ۔ ان میں کسی ایک زبان کے یا دو مختلف زبانوں کے الفاظ ملتے ہیں جیسے خوش پوش، تیز دھار، ڈاک ٹکٹ، آپ بیتی وغیرہ۔

۲۔ مصدر کے امر کے بعد لاحقوں کے اضافے سے جیسے آنا سے آہٹ، سجانا سے سجاوٹ، فرمانا سے فرمائش وغیرہ۔

لفظ سازی کا ایک طریقہ اور ہے جس میں ایک لفظ میں صوتی تبدیلی سے نئے الفاظ بنتے ہیں جیسے کھیلنا سے کھلاڑی/ کھلواڑ، اس صوتی تبدیلی کو **تصریف** کہتے ہیں۔

تصریف کا یہ عمل کیسے واقع ہوا؟

کھیلنا مصدر سے علامت مصدری 'نا' نکلنے سے نیا لفظ 'کھیل' رہا۔ اس نئے لفظ میں اندرونی صوتی تبدیلی واقع ہوئی یعنی لفظ 'کھیل' کا حرفِ علت 'ے' نکل کر 'کھِل' رہ گیا جس کے بعد 'اڑی' کی آوازوں کا اضافہ کیا گیا۔ نیا لفظ بنا 'کھلاڑی'۔

اسی طرح 'کھِل' کے بعد 'واڑ' کا اضافہ کرنے پر ایک اور لفظ 'کھلواڑ' سامنے آیا۔ اس طرح اندرونی صوتی تبدیلیوں سے لفظ سازی کو **داخلی تصریف** کہتے ہیں۔ دوسری مثالیں:

جلنا ← جلن ← جلایا

مردہ ← مردار ← مردگی

اُردو میں بہت سے عربی الفاظ بھی شامل ہیں جو اسی طرح داخلی تصریف سے بنتے ہیں۔ ان کے بارے میں آپ پڑھ چکے ہیں مثلاً

قتل، قاتل، مقتول، قتال

کتاب، کاتب، مکتوب، کتبہ، مکاتب، مکاتیب

مشقی سرگرمیاں

* ذیل کے الفاظ سے داخلی تصریف کے پیش نظر نئے الفاظ بنائیے۔

جذب ....

فرض ....

طلب ....

شجر ....

* ذیل کے لفظی مرکبات کو جدول کے مطابق تقسیم کیجیے۔

خوش پوش ، تیز دھار ، تراش خراش ، تیز قدم ، چال ڈھال ، تفریح گاہ ، ڈاک ٹکٹ ، مٹرگشت ، اَدھ کھلا پھول ، خوشبودار تیل، بیش قیمت ، گرم جوشی ، نوعمر ، کتب خانہ ، لغت نویسی ، بس اڈّا ، کفن چور

عربی + ہندی	فارسی + فارسی	فارسی + ہندی	عربی + فارسی	عربی + عربی	ہندی + ہندی	انگریزی + ہندی

* ذیل کی صفات سے اسم بنائیے۔

صفات	اسم
کمزور	
دبلا	
سفید	
گندہ	
محنتی	

* ذیل کے افعال سے اسم بنائیے۔

افعال	اسم
بخشا	
جلنا	
اُکتانا	
لگنا / لگانا	
اُترنا	